مولانا محمد حسن جان، فاضل مدینہ یونیورسٹی
صدر مدرس مدرسہ عربیہ ٹل۔

علامہ محمد ادریس کاندھلوی رح

ـــــــ علمی کمالات اور خدمات

اس فقیر کو خداوند کریم کے فضل وکرم سے، کافی اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ اور صحبت کی سعادت میسّر ہوئی ہے، جن میں عربی، عجمی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہلِ حدیث اور مختلف بلاد و ممالک سے تعلق رکھنے والے شامل ہیں۔ جو ہر ایک اپنے فن اور مسلک میں ممتاز اور ماہر تھے۔ اور اپنے مذہب و مشرب کی خصوصیات کے حامل رہ چکے ہیں۔ اگر عجمی علماء کرام بحث و مباحثہ میں اور حقائق و معارف بیان کرنے میں پوری مہارت رکھتے ہیں، تو عربی علماء کرام حفظ نصوص، اور قواعد و شواہد اور قوت حافظہ میں بے نظیر ہیں۔ اور اگر حنفی مکتب فکر کے مشائخ و علماء مختلف روایات اور احادیث کو ایک ہی محل پر جمع کرنے کی کوشش اور تاویل میں دسترس رکھتے ہیں، تو شوافع حضرات صحت حدیث اور جرح و تعدیل پر زیادہ زور دیتے ہیں، اور اگر مالکی مذہب والے علماء کرام حکم و مصالح اور اہلِ مدینہ کے تعامل و توارث کو باعثِ ترجیح سمجھتے ہیں تو دوسری طرف حنبلی اور علماء اہلِ حدیث کثرت اقوال میں اور تکلف وقیاس سے گریز و اجتناب کرنے میں ضرب المثل ہیں۔ غرض یہ کہ ہر مکتبِ فکر کے علماء کرام کی الگ الگ خصوصیات ہیں۔ اور پھر اس طرح ہر ملک و علاقے کی اپنی مناسبات اور صفات ہوتی ہیں اور اس ناچیز کو ہر استاذ محترم سے بقدر مناسبت و استعداد استفادہ اور کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔

مگر جس استاد سے زیادہ متاثر ہوا ہے اور جس حضرت کے اقوال سے زیادہ ان کے اعمال و افعال سے مستفید ہوا ہے۔ اور جن کی تصانیف کی ہر سطر اور کلمہ مشعل راہ اور جن کے اقوال زریں اس فقیر کے دل کی گہرائیوں میں نقش اور جاگزین ہیں وہ فضیلۃ الشیخ المحترم بقیۃ السلف الصالح مولائی و مسندی و سیدی المرشد الحافظ الحاج محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور ہیں۔

حضرت الاستاذ المحترمؒ میں تقریباً وہ تمام مذکورہ بالا صفات موجود تھیں، جو مختلف المسلک علماء میں مل سکتی ہیں۔ اور اس مناسبت کی بنار پر حضرۃ الاستاذؒ ان تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کے اقوال اپنی تصانیف اور تقریروں اور رسائل میں بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ اور اختلاف رائے کے باوجود ان سب کا بہت احترام و تعظیم کے ساتھ نام لیتے ہیں۔ اور اس وسعت صدر کی وجہ سے حضرۃ الاستاذؒ کی تصنیفات مقبول عام و خاص ہیں۔ اور مختلف المشرب علماء کرام کی تقریظات اور مدح و تعریفات سے آراستہ ہیں۔ "التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" پر شام کے مختلف المسلک علماء کرام کی تقریظات موجود ہیں۔

میں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور محدث الہند الاکبر الامام شاہ انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد العثمانیؒ اور ان جیسے ہندوستان کے بزرگان دین اور اساطین فضل و کمال کو نہیں دیکھا، مگر حضرت الاستاذؒ کی زیارت اور صحبت، اور ان کے اقوال سننے اور کردار دیکھنے کے بعد مذکورہ بالا حضرات کی نہ دیکھنے کی چنداں حسرت نہیں رہی۔ حضرت الاستاذؒ جیسے معتمد اور ثقہ راوی اور بیک وقت متبحر متکلم اور فقیہ محدث کی وساطت سے دارالعلوم دیوبند کے مشائخ و اسلاف عظام کی آراء اور اقوال سننے سے مشرف ہوا۔ استاذ محترمؒ اپنے مشائخ میں ان تین مذکورۃ الصدر بزرگان دین اور راہ نمایان ملت کے نہایت معتقد، اور ان کی محبت میں فناء تھے۔ اور اس فناء فی حب الشیوخ کی برکت سے حضرۃ الاستاذؒ کی تصانیف اور تدریس میں بھی، علامہ السید شاہ انور شاہ کشمیریؒ کی محدثانہ شان اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی متکلمانہ مہارت اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی جامعیت اور کثرت کتب و مؤلفات کی جھلک نمایاں ہے۔ پہلی صفت معلوم کرنے کیلئے "التعلیق الصبیح" آٹھ جلد اور تحفۃ القاری شرح صحیح بخاری بیس جلد اور اس قسم کی تصنیفات اور دوسری صفت کیلئے علم الکلام، عقیدۃ الاسلام، الکلام الموثوق، تائیۃ القضاء والقدر وغیرہ اور تیسری صفت کے لئے حضرۃ الاستاذؒ کی مختلف مسائل و موضوعات پر بیشمار تصنیفات اور رسائل شاہد عدل اور کافی گواہ ہیں۔

عام اسلامی موضوعات پر اور خصوصاً باطل فرقوں کی رد پر مثلاً عیسائیت، مرزائیت اور شیعہ اور منکرین حدیث وغیرہ اور وعظ و ارشاد پر حضرۃ الاستاذ کی تصنیفات اتنی ہیں جن پر مستقل بحث و تحقیق کیلئے اور ان کا اجمالی تعارف کے موضوع پر ایک بڑی کتاب لکھنے کی ضرورت ہے، جو کسی بڑی ہمت والے عالم اور صاحب قلم محقق شخص کا کام ہے۔

حضرۃ الاستاذؒ کی تصانیف کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ اور سب میں للّٰہیت اخلاص اور درد ہے۔ اور عبارت آرائی تکلف اور ادبی موشگافیوں سے بہت دور ہیں۔ تحریر و تقریر میں لہجہ نرم قلم سہل اور تواضع و انکسار سے بھرپور اور اسلاف کی سخت تابعداری اور پابندی ان کا خصوصی شعار رہا ہے۔ اور اپنی طرف سے استدلال کم اور اسلاف کی عبادات اور نقول پر زیادہ اعتماد و انحصار ہے

اسلاف کی خود تحریر شدہ عبارات کی نقل پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور حضرۃ الاستاذؒ اس سلسلے میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اسلاف اور متقدمین علماء کرام کے نام لیکر اپنی تعبیر میں ان کے اقوال کی ترجمانی کروں تو ممکن ہے۔ کہ ان کیطرف ایسی بات منسوب کروں گا جو ان کی منشاء کے خلاف ہو اور اگر ان کا نام نہ لوں اور اپنی تعبیر میں ان کے اقوال سے کچھ لیکر لکھوں تو یہ ایک علمی خیانت ہوگی، ہمارے پاس جو کچھ ہیں، تو وہ اسلاف متقدمین علماء کرام ہی کے تو ہیں۔ اس لئے اسلاف کرام اور کتب سابقہ کی عبارت نقل کرنے میں جو اطمینان قلبی اور برکت ہوگی، وہ میری اپنی تعبیر میں قطعاً نہیں ہوگی۔

حضرۃ الاستاذؒ صوفیائے کرام کے بھی بہت زیادہ دلدادہ تھے، اس لئے عام کتابوں میں اور خصوصاً علم کلام پر جو تصانیف تحریر فرما چکے ہیں، ان میں مولانائے رومؒ، شیخ اکبرؒ، سید الطائفۃ جنید بغدادیؒ، اور خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ اور ان جیسے بزرگوں کے اقوال و اشعار نقل کرتے ہیں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ علم کلام کے متنازعہ مسائل کو اہل سنت میں سے دو قسم کے علماء کرام نے زیادہ حل کئے ہیں۔ حضرات متکلمین نے عقلی و نقلی دلائل سے اہل حق کا مسلک ثابت کر دیا ہے۔ اور صوفیائے کرام نے ذوقیات، شواہد اور مثالات پیش کرنے سے اس میدان کو فتح کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

حضرت الاستاذؒ صوفیائے کرام کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ حضرات صوفیائے کرام جو کچھ کہتے ہیں تو دیکھ کر کہتے ہیں۔ ؎ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔ والی بات ہے۔ اس لئے مجھے ان کی استدلال سے زیادہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرۃ الاستاذؒ کی تصنیف علم الکلام ان دونوں طرز۔۔ استدلال کا جامع اور عام اہل علم کے لئے بہت نافع ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرۃ الاستاذؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب علم الکلام کی تالیف مکمل ہوگئی تو میں نے خواب دیکھا کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا ہوں۔ طواف کے دوران سیدنا عمر فاروقؓ کی زیارت ہو گئی، ملنے کے بعد سیدنا عمر فاروقؓ نے مجھے فرمایا کہ اپنے ساتھ علم الکلام کیوں نہیں لائے؟ تاکہ یہاں حجاز مقدس میں علماء میں تقسیم کرتے۔

قادیانیت کی رد اور حیات سیدنا مسیح السلام پر حضرت الاستاذؒ کافی کتابیں اور رسائل لکھ چکے ہیں، جو اس موضوع پر کافی مواد کا بڑا ذخیرہ ہے۔ پنجابی متنبی غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی تصنیفات کی مختلف دعاوی اور متناقض اقوال اور جھوٹی دلیلوں کی چھان بین کر کے خوب تردید کی ہے۔ اس باب میں کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ۔ مسک الختام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام۔ اور مرزائیوں سے اصولی اختلاف وغیرہ قابل مطالعہ ہیں۔ پہلی تصنیف کے بارے میں ایک دفعہ فرمانے لگے کہ اس تصنیف کے بعد میں نے خواب میں حضرت عیسیٰؑ کو ایک بارونق مجلس میں تشریف فرما دیکھا، میں ان کی زیارت اور آداب وسلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا اور پھر نزدیک مجلس میں بیٹھ گیا، اس دوران میں غلام احمد قادیانی کو ایک مجرم کی حیثیت سے لایا گیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ جاکر ایک اعلیٰ جبہ لاؤ وہ ایک قیمتی اور خوبصورت جبہ لے آیا، تو اس سے فرمایا کہ یہ ان کو حضرت الاستاذؒ کیطرف اشارہ کرتے ہوئے، پہناؤ چنانچہ مجھے پہنایا گیا۔ اور پھر دوبارہ خادم سے فرمایا کہ جاکر ایک گندی اور بدبودار قمیص لے آؤ، وہ لیکر حاضر ہوا، تو غلام احمد قادیانی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس پر ڈالو۔ حضرۃ الاستاذؒ نے فرمایا کہ میں اس وقت خواب ہی میں یہ آیت شریف پڑھنے لگا۔ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ الآیۃ۔ سورۃ ابراہیم۔ کرتے ان کے گندھک کے ہونگے اور ڈھانک لے گی ان کے چہروں کو آگ۔

سیرت کے موضوع پر حضرۃ الاستاذؒ کی کتاب سیرۃ المصطفیٰ چار جلد بہت عجیب وغریب ہے۔ محبت کا ایک عظیم شاہکار اور محدثانہ طرز پر صحیح اور مربوط ومستند واقعات پر مشتمل ہے۔ آخری جلد میں حضور صلوات اللہ علیہ وسلامہ۔ کی معجزات کی تعداد واقسام پر مفصل بحث ہے۔ اور کتب سابقہ میں حضور فداہ ابی وامی کے بارے میں جو بشارات ہیں وہ بمعہ حوالہ جات وترجمہ درج ہیں۔ معراج کے واقعہ پر جو فلسفیانہ اعتراضات ہیں ان کی تفصیل اور جوابات بھی اس کتاب میں موجود ہیں — سیرۃ المصطفیٰ کی افادیت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ اس پر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تقریظ اور تعریف درج ہے۔

تفسیر میں حضرۃ الاستاذؒ کی معارف القرآن جن کی پانچ جلدیں تا خاتمۂ سورۃ براءۃ، طبع ہو گئی ہیں۔ اور باقی مخطوط ہے۔ قرآن مجید کی مشکل مقامات کی شرح اور ایضاح کیلئے مفصل اور بہت مفید تفسیر ہے۔ جس کا مطالعہ ایک طالب تحقیق شخص کیلئے بہت ضروری ہے۔ حضرۃ الاستاذؒ نے "شرائط مفسر ومترجم" کے نام سے بھی ایک اصولی رسالہ لکھا ہے۔

فن حدیث میں حضرۃ الاستاذ امام وقت تھے۔ "التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" آٹھ جلدوں میں حضرت کی تصنیف ہے جس کا خطبہ محدث الہند الاکبر الامام شاہ انور شاہ کشمیری نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے۔ اور شام کے علماء کرام کی تقریظات سے آراستہ ہے۔ بخاری شریف کے تراجم اپنی دقت اور مشکل ہونے میں مشہور ہیں اور اس بناء پر طلبہ حدیث شریف میں فقہ البخاری فی تراجمہ۔ ضرب المثل کے طور پر رائج ہے۔ حضرۃ الاستاذ نے اس مشکل موضوع پر متقدمین علماء کرام اور شراح حدیث اور اپنے مشائخ واساتذہ عظام کی تشریح وتوضیح کی روشنی میں ایک مفصل شرح تحفۃ القاری۔ کے نام سے لکھی ہے جس کی تین اجزاء طبع ہوگئی ہیں۔ اور سترہ اجزاء مخطوط ہیں۔ آخری بیسویں جزء چھپ گئی ہے۔ بخاری کی کتاب التوحید سے اخیر تک۔ اور اس میں تمام آخری مشکل مباحث کا حل عجیب اسلوب سے کیا ہے۔ اور اس جزء میں خصوصی طور پر حضرات متکلمین کی نایاب کتابوں سے کافی اخذ کیا ہے۔ جو عام دسترس سے باہر ہیں، خصوصاً امام غزالیؒ رازیؒ امام الحرمینؒ اور ان کے والدؒ اور عبدالکریم شہرستانیؒ ابوبکر باقلانیؒ عبدالقاہر بغدادیؒ ابن الجوزیؒ تقی الدین الحصنیؒ ابوالمظفر الاسفرائینیؒ اور ان جیسے بلند پایہ متقدمین کی نادر الوجود کتابوں سے اتنے مواد جمع کئے ہیں جو ایک کتاب میں بیک وقت نہیں مل سکیں گے۔ امام بخاریؒ کا سب سے آخری اور متنازعہ مسئلہ کلام اللہ پر مستقل تصنیف لکھ چکے ہیں، جس کا نام ہے الکلام الموثوق فی ان القرآن کتاب اللہ غیر مخلوق۔

مقدمۃ البخاری۔ الباقیات الصالحات فی شرح حدیث انما الاعمال بالنیات۔ اور احسن البیان فی تحقیق مسئلۃ الکفر والایمان۔ تحفۃ الاخوان بشرح حدیث شعب الایمان۔ وغیرہ۔ فن حدیث شریف میں حضرۃ الاستاذ کی تصنیفات ہیں۔

وعظ وارشاد میں حضرۃ الاستاذؒ خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں ہر جمعہ کو آپ کی تقریر ہوا کرتی تھی، اور مختلف ناموں اور عنوانوں سے آپ کے کافی مواعظ طبع ہوگئے ہیں۔ جس سال ۱۳۷۵ھ، ۷۶ھ میں حضرۃ الاستاذؒ کے ہاں جامعہ اشرفیہ لاہور۔ میں دورۂ حدیث شریف پڑھ رہا تھا تو حضرت نے ایک دفعہ مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ جمعہ المبارک کا وعظ بھی اپنے لئے ایک درس سمجھو چنانچہ میں حضرۃ الاستاذؒ کے سامنے بیٹھ جاتا اور ہر جمعہ کی تقریر لکھتا رہا، دوران قیام لاہور اور اس کے بعد جہاں بھی حضرۃ الاستاذؒ کی تقریر ہوتی اور میں بھی حاضر ہوتا تو ضرور لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھتا جو اب تک میرے پاس موجود ہیں۔

حضرۃ الشیخ کی ہر تقریر پر علمی اور تحقیقی رنگ غالب ہوتا جس سے اہل علم اور طلبہ اور تعلیم یافتہ

طبقہ زیادہ متاثر ہوجاتا تھا۔

ادب اور شعر و شاعری | علم ادب میں حضرۃ الاستاذؒ کی مقامات حریری پہ مفصل شرح مقبول خاص و عام ہے۔ جو ادبی مقامات سے مشہور ہے۔ کوئی بھی مقامات پڑھانے والا اس شرح سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

میں نے حضرۃ الاستاذؒ سے سنا ہے کہ میں نے کبھی بھی مقامات حریری نہیں پڑھائی مگر دارالعلوم دیوبند میں طلبۂ علم و ادب کو مقامات حریری سے زیادہ شغف اور دلچسپی رکھتے ہوئے دیکھا تو ان کے لئے یہ شرح لکھ دی۔ مقامات کی شرح کی ابتدا میں علم ادب کا مقدمہ لکھا ہے۔ اور مقدمہ سے پہلے حضور فداہ ابی وامی، صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک عربی قصیدہ لکھا ہے۔ قصیدہ بہت رواں اور سہل اور بحر متقارب پر بنایا گیا ہے۔ جس میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامی اسماء گرامی اور کتب وصحف سابقہ میں آپؐ کے جو نام آئے ہیں۔ وہ سب جمع کئے گئے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے معراج کے واقعہ پہ حضرۃ الاستاذؒ کا ایک عربی قصیدہ " لامیۃ المعراج " نہایت عجیب وغریب اور بحر طویل پہ نہایت سلیس انداز میں امرألقیس کے مشہور معلقہ کے طرز و اسلوب پر لکھا ہے۔ حضرۃ الاستاذؒ کی اپنی اردو شرح کے ساتھ طبع ہوگیا ہے۔ حضرت العلامہ شاہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی اس قصیدے کی بہت تعریف کی ہے۔

" تائیۃ القضاء والقدر " آپ کا مشہور عربی قصیدہ ہے۔ یہ قصیدہ علم کلام کے مشہور مسئلہ " قضاء و قدر، جبر و اختیار " کے موضوع پر ایک ملحد کے جواب میں لکھا ہے۔ یہ قصیدہ اپنی عربی شرح کے ساتھ چھپا ہوا ملتا ہے۔ یہ دونوں قصائد، مستقل علمی رسالے ہیں۔

مسئلہ رفع الیدین پر بھی آپ کا ایک عربی قصیدہ ہے۔ جو لامیۃ رفع الیدین کے نام سے مشہور ہے جس میں احناف کی دلائل اور دوسرے مذاہب والوں کو جوابات مختصر طریقے پر جمع ہو گئے ہیں۔

میں نے حضرۃ الاستاذؒ سے امرالقیس کے مشہور معلقے پر کافی تنقیدیں سنی ہیں۔ جن میں بعض امام ابوبکر باقلانیؒ صاحب اعجاز القرآن سے نقل کیا کرتے تھے۔ اور بعض اپنی طرف سے جو حضرۃ الاستاذؒ کے ادبی ذوق اور تبحر کا بڑا ثبوت اور واضح دلیل ہے۔

فارسی میں بھی آپ کے کافی قصیدے ہیں جن میں بعض " مجیبت حدیث " کے آخر میں طبع ہوگئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کافی قصائد ہوں گے جو مجھے معلوم نہیں ہیں۔

میں نے حضرۃ الاستاذ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ شام میں دوران قیام دمشق کے ایک مشہور عالم کی دعوت میں حاضر ہوگیا تھا، انہوں نے میری خاطر کے لیئے سالن میں سرخ مرچ زیادہ ڈالی اور اس عالم نے مجھے کہا کہ آپ کی وجہ سے مرچ زیادہ ڈالی گئی ہے۔ عربی بلاد میں سرخ مرچ کا استعمال بہت کم ہے، تو میں نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ۔

ولا بد من حلواء لوز و فستق

اذا ما أتينا بالإدام المفلفل

ترجمہ: مرچ والا سالن کھانے کے بعد تو بادام اور پستے والا میٹھا حلوا چاہیئے۔

تو وہ عربی عالم بہت خوش ہو کر حلوا تیار کرا کر مجلس میں لے آئے۔ اور اس مناسبت سے میں نے حضرۃ الشیخ سے سنا ہے کہ التعلیق الصبیح کی طباعت کے سلسلے میں جب شام گیا ہوا تھا، تو میرا قیام مدرسہ الاشرفیہ کے نام سے مشہور اور تاریخی مسجد دمشق میں رہا، جہاں امام نوویؒ کافی درس دے چکے ہیں۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر کے مقدمہ میں اس مدرسے کا ذکر کیا ہے یہ ناچیز بھی بلاد عربیہ کی سیاحت کے دوران ۱۴۰۸ھ میں دمشق میں ایک مدرسے اور مسجد کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

فضیلۃ الشیخؒ کے اخلاق و عادات | حضرۃ الاستاذؒ نہایت متواضع اور سادہ بے تکلف زندگی بسر فرماتے تھے، میں نے حضرت الاستاذؒ سے سنا ہے کہ ہم طالب علموں میں بھی شمار نہیں ہو سکتے، ہم تو حاملین کتب اور اجراء کتب ہی ہیں یعنی کتابیں اٹھانے والے اور کتابوں کے مزدور۔

ایک دفعہ فرمایا کہ میں بخاری شریف کے درس دینے کے بعد توبہ اور استغفار پڑھتا ہوں اس ڈر سے کہ ممکن ہے کہ میرے خیال میں بخاری شریف پڑھاتے وقت غیر شعوری اور ارادی طور پر غیر اللہ کی نیت آگئی ہو، تو میں اس نیت بد کے خیال سے توبہ کرتا ہوں اور اس کی معافی کیلیئے دعا اور استغفار پڑھتا ہوں۔ اور خداوند قدوس کا وعدہ ہے، وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ۔ الآیۃ۔ اور بیشک میں توبہ کرنے والوں کیلیئے بہت بڑا بخشنے والا ہوں۔ سفر میں ایک پرانا بکس ساتھ رکھتے تھے، جس کا تالا بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور ایک دفعہ اس ناچیز سے فرمانے لگے کہ لوگ سفر اور خصوصاً ریل گاڑی میں پوری رات اپنے نئے بکسوں کی چوکیداری کرتے رہتے ہیں۔ اور میں آرام سے سوتا رہتا ہوں۔ میرا بکس پرانا اور بے تالا ہوتا ہے، چور اگر اسے لے جانا چاہے تو پہلے کھول کر دیکھے گا کہ اس میں درویشوں کے ایک بوڑھے دو کے علاوہ اور چند کتابوں اور اوراق اور قلم دوات کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

تو بیجانے کی تکلیف قطعاً گوارا نہیں کریگا۔ کئی بار میں نے حضرت الشیخؒ کو پیدل بغیر جوتوں کے ٹہلتے اور گھومتے ہوئے دیکھا ہے۔ بہت زیادہ کریم خلیق اور مہمان نواز تھے، اپنے شاگردوں کی خدمت خود کیا کرتے تھے، اور ہمیشہ اپنے شاگردوں کو اپنی تصنیفات بطور ہدیہ عنایت فرماتے۔ اس ناچیز کو حضرۃ الاستاذؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوجانے کے بعد غالباً ہر کتاب اور رسالہ بطور ہدیہ ملا ہے۔ ہدیہ کی ہر کتاب پر آپ نے یہ کلمات اپنے دست مبارک سے تحریر فرما دیئے ہیں:

"ہدیہ مودت برائے برادر محترم عزیز از جان مولوی محمد حسن جان حسن اللہ حالہ ومآلہ آمین یارب العلمین" از محمد ادریس کان اللہ لہ۔

ہمت اتنی تھی جس کی انتہاء نہیں۔ اس ضعیف العمری کے زمانہ میں ہمیشہ مطالعہ اور لکھنے میں مصروف رہتے۔ آپ کے مطالعہ کے کمرے میں بہت سی کتابیں کھلی رہتی تھیں، جن سے بیک وقت استفادہ فرمایا کرتے تھے، اور میں نے بعض احباب سے سنا تھا کہ حضرۃ الشیخؒ کبھی کبھار بخاری شریف پڑھانے کیلئے آٹھ آٹھ گھنٹے تک مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضرۃ الاستاذؒ جامعہ اشرفیہ لاہور میں صرف بخاری شریف پڑھاتے تھے، مگر ایسے شوق و اخلاص سے جسکی نظیر میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ طلبہ دورۂ حدیث شریف ان کے ہاں صرف بخاری شریف پڑھنے سے باقی کتب حدیث بھی سیکھ جاتے تھے۔ آپ کا درس تمام کتب حدیث اور تمام مسائل اور مختلف علوم کا جامع ہوتا تھا۔

مجھ جیسے بے کار آدمی کو بھی ہر خط کا مفصل جواب دیا کرتے تھے۔ بیماری کی حالت میں وفات سے تقریباً ایک ماہ پہلے بھی اس ناچیز کے نام ایک والا نامہ اور معارف القرآن جلد پنجم کا ایک نسخہ بطور ہدیہ ارسال فرمایا۔

ہمیشہ قلم اور کالی سیاہی استعمال کرتے تھے۔ جس کیلئے حضرۃ کے پاس لکڑی کا ایک پرانا قلمدان ہوتا تھا اور ایک بار مجھے فرمایا کہ یہ قلمدان میرے پاس بائیس سال سے ہے۔

نادر اور پرانی مطبوعہ کتب جہاں بھی ملتی تھیں خرید لیتے تھے۔ اور مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ پشاور میں اگر تم کو میر زاہد ملا جلال پرانی طباعت مل جائے تو میرے لئے ضرور ایک نسخہ خرید دو۔

جہاں بھی حضرۃ الاستاذؒ چلے جاتے تو کتب خانوں کی تلاش ضرور کرتے۔ ہمارے گھر پڑانگ چارسدہ میں بھی ایک دفعہ تشریف لائے تو سب سے پہلے ہمارا کتب خانہ دیکھنے لگے اور پھر اپنے ساتھ بطور عاریت چند کتابیں لے گئے۔

اپنے شاگردوں کو فراغت کے بعد چند کتابوں کی دوبارہ پڑھنے کی تاکید فرماتے جن میں تلویح و توضیح اور شرح ملا جامی، بخاری شریف قابلِ ذکر ہیں۔

خود بھی دورۂ حدیث شریف دوبار پڑھ چکے ہیں۔ پہلی بار شیخ العرب والعجم حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ صاحب بذل المجہود سے، اور دوسری بار محدث الہند الاکبر الامام الشیخ السید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے۔ حضرۃ الاستاذؒ نے مقدمۃ البخاری کے آخر میں اپنے مشائخ کا ذکر فرمایا ہے۔

نوادر اور ملفوظات صرفی نادرہ :۔ ایک بار میں نے حضرۃ الاستاذؒ سے سنا کہ علماء صرف نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کی مثالوں کیلئے ۔ نصر، ضرب، سمع، فتح، حسب، شرف ۔ کا جو انتخاب کیا ہے۔ اس کی وجہ اور ربط و ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے تو ابتدائی طالب علم سے پڑھائی کے سلسلے میں امداد کرنی چاہیے۔ یہ تو باب نصر، امداد کرنا، ہوگیا۔ اور اگر وہ سبق پڑھنے اور سننے میں غفلت برتے تو اس پر باب ضرب ۔ مارنا۔ جاری کرو۔ پھر خود باب سمع ۔ سننا۔ میں آجائے گا۔ اور سبق خوب شوق سے سنے گا۔ اور سننے کے بعد اس کے لئے باب فتح ۔ کھولنا۔ علم کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور اس دروازے میں داخل ہو جانے کے بعد باب حسب، یعنی کافی ہو جانا۔ یہ اس کے لئے کافی ہو جائیگا۔ اور جس کیلئے علم کافی ہو جائے تو وہ خود باب شرف، بزرگ اور شریف ہو جانا۔ میں شمار ہو جائے گا۔

نحوی نادرہ :۔ ایک بار فرمایا کہ ایک نحوی مسلمان عالم کا مناظرہ ایک قادیانی سے ہوا۔ نحوی عالم نے کہا کہ میں تم کو کافیہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ثابت کرونگا، چنانچہ استدلال کیلئے کافیہ کی ابتداء سے عبارت ۔

اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ وَھِیَ اِسْمٌ ۔ تک پڑھنے لگا۔

اور پھر اس کی تشریح یوں کرنے لگا کہ اَلْکَلِمَۃُ عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہے۔ چنانچہ آیت انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ ۔ میں اس کا ذکر ہے ۔ لَفْظٌ یہ کلمۃ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نفخ اور پھونک سے پیدا ہوا ہے ۔ وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ ۔ اور کلمۃ اللہ کا لقب ایک خاص شخص کے لئے جو صرف تنہا ماں سے بن باپ پیدا ہوا ہے۔ مفرد ہوا ہے۔ وَھِیَ اِسْمٌ ۔ اور یہ کلمۃ اللہ اوپر چڑھ گیا ہے۔ فبھت الذی کفر ۔ قادیانی ڈھنگ رہ گیا۔

محدثانہ نادرہ :۔ ایک بار میں نے حضرت الشیخؒ سے سنا کہ ایک دفعہ ایک حنفی عالم

اور شافعی دو محدثین کے درمیان مسئلہ رفع الیدین پر مناظرہ ہو رہا تھا، احادیث سے جانبین کے استدلالات کے بعد شافعی عالم نے کہا کہ میں قرآن مجید سے رفع الیدین ثابت کروں گا۔ اور پھر کہنے لگا کہ رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ اور خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ یعنی ہر نماز کیلئے زینت اختیار کرو۔ تو حنفی عالم نے کہا کہ یہ تو عجیب استدلال ہے۔ میں تو آپ کو قرآن مجید کے صریح کلمات سے ثابت کروں گا کہ نماز میں رفع الیدین نہیں کرنا چاہئے۔ خداوند قدوس ارشاد فرماتے ہیں: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روک دو اور نماز قائم کرو۔ تو شافعی عالم حیران اور جواب سے عاجز رہ گیا۔

توحید ہی مدار کار ہے۔ ایک بار ایک مہتمم مدرسہ نے میری موجودگی میں حضرۃ الاستاذؒ سے کہا کہ حضرت آج کل شرک و استعانت کے مسئلے میں زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس اختلافی موضوع پر بھی کچھ لکھنا چاہئے۔ تو حضرۃ الاستاذؒ نے مزاحاً فرمایا کہ اگر شرک کا معنیٰ اتنا عام ہو کہ ہر قسم کی استعانت کو شامل ہو تو ہم مدرسین ایک ہی قسم شرک میں مبتلا ہیں، کیونکہ ہم صرف مہتممین سے استعانت کرتے ہیں۔ تنخواہ لینا۔ اور آپ لوگ مہتممین بہت سی اقسام شرک میں مبتلا ہوں گے۔ آپ تو ہر مالدار شخص سے ہر قسم کی استعانت کرتے ہیں۔ چندہ کا مطالبہ۔ اور پھر فرمایا کہ منبر کے چند واعظوں کے اختلاف سے اتفاقی مسئلہ اختلافی نہیں بن جاتا۔ اور جس شخص کا حافظ بدر الدین عینیؒ، حافظ ابن حجرؒ امام ابن الھمامؒ پر اور امام نوویؒ حافظ جلال الدین سیوطیؒ جیسے بزرگان دین پر یقین و اعتماد نہ ہو تو ہم کیا ہیں؟ ہم جو کچھ لکھتے ہیں تو ان ہی حضرات کے اقوال و عبارات نقل کر کے لکھتے ہیں۔

محبت کا مظاہرہ اور آداب کا لحاظ | اور اس فقیر کی اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں تحصیل علم کے دوران، حضرۃ الاستاذؒ ایک بار حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ تشریف لائے، میرے اصرار و دعوت پر حضرۃ الاستاذؒ میرے ساتھ یونیورسٹی آئے۔ اس وقت کے الامین العام الشیخ عبودی صاحب سے میں نے حضرۃ الاستاذؒ کا تذکرہ کیا کہ وہ ہمارے کمرے میں ہیں اور یونیورسٹی دیکھنے کیلئے میں نے دعوت دی ہے۔ الشیخ عبودی صاحب فوراً میرے ساتھ ہمارے کمرے میں آنے لگے۔ اور کہا کہ میں خود ان کو لے آؤں گا۔ چنانچہ شیخ عبودی صاحب حضرۃ الاستاذؒ کو اپنے ساتھ اپنے دفتر لے آئے اور میں بھی ساتھ تھا۔ شیخ عبودی باتوں باتوں میں حضرۃ الاستاذؒ سے پوچھنے لگے۔ کہ حضرت!

مدینہ منورہ کی ہوا کیسی ہے ۔ ؟ تو حضرت الاستاذؒ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کی ہوا کے بارے میں کیوں دریافت کرتے ہو ۔ ؟ مدینہ منورہ کی ہوا تو اس وقت سے مبارک ہوگئی ہے جس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہجرت کرکے لائے ہیں ۔ میری طبیعت کے متعلق پوچھو کہ تم یہاں آکر کیسے ہو ۔ ؟ اگر میں ٹھیک رہا تو یہ میری طبیعت کی صحت کی علامت ہوگی ۔ اور اگر میں بیمار رہا تو یہ میری طبیعت کا نقصان ہوگا ۔ مدینہ منورہ کی ہوا تو مبارک ہی مبارک ہے ۔ شیخ عبودی صاحب بہت خوش ہوکر کہنے لگے کہ میرا مقصد بھی یہی تھا ۔

ایک دفعہ میں نے حضرۃ الاستاذؒ کی خدمت میں مدینہ منورہ کا ایک لکڑی کا چھوٹا ناڑہ بند پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ اس جنگل ۔ غابۃ ۔ کے جھاؤں کا ہے ، جس سے حضور صلوات اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر شریف بنایا گیا تھا ۔ تو حضرت الشیخؒ بہت خوش ہوکر اس کو چوما اور سر اور آنکھوں پر لگا دیا ۔

اس قسم کے بہت واقعات ہیں اور آپ کے نوادر اور ملفوظات ہیں جو حضرۃ الاستاذؒ کے علمی شغف اور حضور ۔ فداہ ابی وامی ۔ سے والہانہ محبت کے شواہد اور مثالیں ہیں ۔ ع

زبان ناطقہ در وصف حسن اولال است
چہ جائیکہ کلک بریدہ زبان بیہودہ گو است

تغمدہ اللہ ۔ سبحانہ وتعالی ۔ برحمتہ الواسعہ وغفرانہ

وافاض علی ضریحہ شآبیب فضلہ وکرمہ واحسانہ

آمین یارب العلمین ۔

الحق کے اگلے شمارہ میں

شیخ الاسلام مجاہد کبیر مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ایک غیر مطبوعہ تقریر حکمت وموعظت سے بھرپور ، ایمان افروز خطاب ـــــ ۔

ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کا ٹیپ شدہ ریکارڈ ہمیں مدینہ منورہ سے موصول ہوا ہے ، ہم اسے من وعن حضرتؒ کے الفاظ میں اگلے شمارہ میں شائع کر رہے ہیں ۔ انشاء اللہ ۔

اپنا پرچہ محفوظ کرلیجئے

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک پشاور